ممبران کیلئے

لیبر ایجوکیشن

LEF

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ماہانہ نیوز لیٹر

اپریل 2011ء

اشاعت نمبر 68

اداریہ

18ویں آئینی ترمیم اور محنت کشوں کے حالاتِ کار

اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبوں کو لیبر کے حوالے سے قانون سازی کے اختیارات منتقل ہو گئے ہیں۔ اس سے قبل یہ اختیار وفاق کے پاس ہوتا تھا۔ آئین کے مطابق یہ ایک وفاقی ملک ہے۔ 1973 کے آئین میں یہاں چار صوبوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق وفاق کے پاس جو 40 کے قریب محکمے ہیں وہ دس سال کے اندر صوبوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے (اسے کنکرنٹ لسٹ بھی کہتے ہیں)۔ وفاق کے پاس صرف چار محکمے یعنی غیر ملکی تعلقات، وزارت مواصلات، فوج اور کرنسی کے محکمے رہ جائیں گے۔ کہنے کو تو 1973 کے آئین میں یہ موجود تھا مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ تو ملک میں وقتاً فوقتاً قائم ہونے والی فوجی آمریتیں تھیں جبکہ جمہوری حکومتیں بھی اس سلسلے میں کوئی پیشرفت نہیں کر سکیں۔ بہر حال 37 سال بعد وہ کنکرنٹ لسٹ ختم کر کے قانون سازی کے حوالے سے اختیارات صوبوں کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ اب لیبر کی قانون سازی بھی صوبوں کے پاس ہے۔ یہ اور بات ہے کہ EOBI، ٹریڈ یونینز اور دوسرے ادارے مثلاً ریلوے یونین کام کیسے کریں گے؟ کیونکہ 63 سال کا ایک فریم ورک موجود تھا، جس میں یہ ادارے کام کرتے تھے۔ اس کے باوجود وفاق سے صوبوں کو اختیارات کی یہ منتقلی خوش آئند ہے۔ صوبوں کو اختیارات کی اس منتقلی کے بعد صوبوں نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا ہے اور لیبر کے حوالے سے قانون سازی کی جا رہی ہے۔ پنجاب حکومت نے تو IRA2011 کی منظوری بھی دے دی ہے اور اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قانون سازی میں محنت کشوں کو بہتر سہولیات مہیا کی جاتیں۔ پنجاب حکومت نے اس میں بہت سے مزدور دشمن قوانین شامل کر لئے ہیں۔ ان قوانین میں بنیادی طور پر مزدور دشمن قانون یہ ہے کہ ٹریڈ یونین بنانے کے لیے کسی بھی ادارے میں ورکرز کی تعداد کا مسئلہ نہیں تھا مگر اب پنجاب حکومت نے ٹریڈ یونینز کو ان اداروں تک محدود کر دیا ہے جہاں پچاس یا اس سے زیادہ ورکرز کام کرتے ہوں۔ فیکٹریوں کی انسپکشن ختم کر دی گئی ہے اس نتیجے میں یہ قانون سازی 19ویں صدی کی قانون سازی سے بھی پیچھے چلی گئی ہے۔ نہ صرف اتنا بلکہ یہ ILO کے کنونشن اور خود پاکستان کے آئین کی بنیادی شقوں کی بھی بدترین خلاف ورزی ہے۔ اس صورتحال کو کسی طور بھی مزدور دوست نہیں کہا جا سکتا۔ دیگر صوبوں میں ابھی تک قانون سازی کا عمل شروع نہیں ہو سکا۔ ایک اطلاع کے مطابق سندھ میں اس سلسلے میں ایک ڈرافٹ بن چکا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ ٹریڈ یونین تحریک اور لیبر کی قانون سازی سے متعلقہ افراد یا اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ پنجاب میں ہونے والی اس مزدور دشمن قانون سازی پر صدائے احتجاج بلند کریں۔ 18ویں ترمیم کے تحت صوبوں کو جو اختیارات منتقل ہوئے ہیں وہ محنت کش عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا۔ پاکستان میں 63 سال سے مرکزیت پر مبنی قانون سازی ہوتی رہی۔ اس کی بنیاد پر جو ادارے تعمیر ہوئے ہیں ان میں موجود مسائل حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ NIRC کا مسئلہ اور ساتھ کے قریب ایسے ادارے ہیں جن سے متعلق قانونی صورتحال کا سوال ہے۔ اس کا حل سہ فریقی مشاورت سے نکالا جا سکتا ہے۔ سندھ کے مجوزہ ڈرافٹ سے IRO کے مجوزہ ڈرافٹ تک بہت سارے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ان آئینی و قانونی ضروریات کے پس منظر میں ٹریڈ یونین تحریک کا فرض بنتا ہے کہ وہ صورتحال کا سنجیدگی سے ادراک کریں۔ محنت کشوں کے آئینی اور قانونی تحفظ کو یقینی بنائیں ذاتی و گروہی اور تنظیمی اختلافات سے بالاتر ہو کر مزدور دوست قانون سازی کی جانب پیش قدمی کریں۔

اس شمارے میں

- ☆ اداریہ
- ☆ پٹرولیم کی قیمتوں میں کیا گیا اضافہ فوری طور پر واپس لیا جائے
- ☆ کارکنوں کے لئے ضابطہ اخلاق
- ☆ خواتین کو منظم کئے بغیر جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکتی
- ☆ مزدور میلہ
- ☆ نیشنل ٹریڈ یونین کے زیر اہتمام فیڈریشن کے بانی سلیم رضا کی چوتھی برسی کے موقع پر کراچی میں میموریل سیمینار
- ☆ لوگوں میں اتحاد پیدا کرتے ہوئے یونین سازی کی جائے
- کامشن لے کر یونین میں آیا
- ☆ نوجوانوں کی سمت
- ☆ ورکشاپ رپورٹ جھنگ
- ☆ سیمینار رپورٹ کراچی
- ☆ سائزنگ و پاور لوم انڈسٹری ایک بار پھر بحران سے دوچار
- ☆ رپورٹس

رابطہ

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن

25-A ڈیوس روڈ، لاہور

فون: 042-36303808 فیکس: 042-36271149

ای میل: lef@lef.org.pk ویب سائٹ: www.lef.org.pk

کراچی آفس: کمرہ نمبر 404، مشرق سنٹر، بلاک نمبر 14 گلشن اقبال، کراچی

فون: 021-7075324

رپورٹ: شیرباز خان

لیبر پارٹی پاکستان کی اپیل پر ملک بھر میں مہنگائی میں اضافے، مختلف صنعتی اداروں میں مزدوروں کی برطرفیوں، گرفتاریوں اور بڑھتی ہوئی مذہبی انتہا پسندی کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ اس سلسلے میں لیبر پارٹی کراچی کی جانب سے یکم مارچ کی سہ پہر کراچی پریس کلب پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مظاہرین نے ہاتھوں میں مہنگائی میں اضافہ عوام دشمنی ہے، پیٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ نامنظور، محنت کشوں کا معاشی قتل عام بند کرو، گرفتار

پیٹرولیم کی قیمتوں میں کیا گیا اضافہ فوری طور پر واپس لیا جائے

کم از کم تنخواہ 15000 روپے کی جائے

کراچی: مہنگائی، مزدوروں کی برطرفیوں وگرفتاریوں اور بڑھتی ہوئی مذہبی جنونیت کے خلاف مظاہرہ میں مطالبات

مزدوروں کو رہا اور برطرف ملازمین کو بحال کرو، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی پالیسیاں نامنظور اور مذہبی جنونیت مردہ باد جیسے نعروں پر مشتمل بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے۔

اس موقع پر احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے رہنماؤں نے کہا کہ پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں مہنگائی کا طوفان کھڑا ہوگا جس کے خلاف عوام بالخصوص مزدور اور کسان بھرپور مزاحمت کریں گے۔ حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور دیگر سامراجی مالیاتی اداروں کی پالیسیوں کے نتیجے میں یہ طوفان سب کچھ بہا کر لے جائے گا کیونکہ محنت کشوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے اور ان کے ساتھ انتہائی بُرا سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ فیکٹریوں، کارخانوں اور کام کرنے کی دیگر جگہوں پر مزدوروں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ حکومت کی جانب سے کم سے کم 7000 روپے تنخواہ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ مختلف اداروں جیسے PTCL وغیرہ سے مزدوروں کو نکالا جارہا ہے، مزدور رہنماؤں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کئے جارہے ہیں۔ دیگر اداروں میں بھی حقوق کی بات کرنے پر برطرف کیا جارہا ہے، دس دس سال سے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا جارہا۔ اس ساری صورتحال میں عدالتیں بھی اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں حالانکہ اس کی بحالی میں مزدوروں نے اپنا خون بہایا ہے لیکن عدالتیں انکو بروقت انصاف فراہم کرنے میں بُری طرح ناکام رہی ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال فیصل آباد پاورلومز کے چار مزدور رہنماء ہیں جنھیں اپنے حقوق طلب کرنے کی پاداش میں گرفتار کرکے ان پر دہشت گردی کے جھوٹے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔

دریں اثناء مزدور رہنماؤں نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے۔ ☆PTCL کے جبری طور پر برطرف ملازمین اور مزدور رہنماؤں کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ ☆ پاورلومز فیصل آباد کے چار مزدور رہنماؤں فضل الٰہی، اکبر کمبوہ، بابر رندھاوا اور رانا محمد ریاض کو فی الفور رہا کیا جائے۔ ☆ کراچی شپ یارڈ کی یونین کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ ☆کم از کم تنخواہ 15000 روپے کی جائے، عدالتیں محنت کشوں کو فوری انصاف کی فراہمی کے لیے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات کرتے ہوئے لائحہ عمل تیار کریں۔ ☆بڑھتی ہوئی مہنگائی کے تناظر میں اشیائے خورونوش پر رعایت دی جائے اور پیٹرولیم کی قیمتوں میں کیا گیا اضافہ فوری طور پر واپس لیا جائے۔ ☆مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ان کی ظاہرا اور در پردہ حمایت ختم کی جائے، مذہب، جنس اور فرقہ وغیرہ کی بنیاد پر بنی تمام امتیازی قوانین کا فی الفور خاتمہ کیا جائے۔

احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرنے والوں میں لیبر پارٹی کے مرکزی رہنماء ناصر منصور، لیبر پارٹی کراچی کے جنرل سیکرٹری مختیار راہو، مشتاق علی شان، زہرا خان، شہلا رضوان PTCL لائنز یونین کے سید ندیم حیدر شامل تھے۔

☆☆☆

جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کو ہرگز برداشت نہ کیا جائے

”عورتوں کو کام کی جگھوں پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون 2010ء“

آشا سماجی تنظیموں کا ایک ایسا اتحاد ہے، جس نے کام کی جگہ پر اور عام پبلک مقامات پر جنسی ہراساں کرنے کے واقعات کی روک تھام کیلئے ایک قانون منظور کروایا ہے۔

اس بارے نیوز لیٹر میں اپنے قارئین کو معلومات پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

عدم تعمیل کی سزا

(قسط نمبر 5)

(11) کسی آجر کی طرف سے اس ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد میں ناکامی کی صورت میں کوئی بھی کارکن ضلعی عدالت میں درخواست دائر کرسکتا ہے اور اگر آجر قصوروار ثابت ہو جائے تو اسے جرمانہ کیا جاسکتا ہے، جس کی رقم ایک لاکھ روپے تک ہوسکتی ہے لیکن کسی بھی صورت میں جرمانے کی رقم پچیس ہزار روپے سے کم نہیں ہوگی۔

(12) اگر ادارہ تحقیقات کے سلسلے میں محتسب کی ہدایات پر عمل نہیں کرتا یا اس کے فیصلے کی پابندی نہیں کرتا تو انتظامیہ کو وہی سزا دی جائے گی جو ہائی کورٹ کے معاملے میں توہین عدالت کے لئے مقرر ہے۔

شکایات کا غیر رسمی طریق کار

(13) ہراساں کیے جانے کی شکایات کو نمٹانے کا ایک غیر رسمی طریقہ فریقین کو انتہائی پوشیدہ طریقے سے مشورے اور ہدایات دیتے ہوئے ان کے درمیان ثالثی ہے؛

i) شکایت کنندہ یا اس کی طرف سے اس مقصد کے لئے مقرر سٹاف ممبر ہراساں کیے جانے کے واقعے کی اطلاع اس کے سپروائزر کو یا تحقیقاتی کمیٹی کے کسی رکن کو دے سکتا/سکتی ہے۔ اس صورت میں سپروائزر یا کمیٹی کا رکن اس مسئلے کو اپنی صوابدید پر اس ضابطہ اخلاق کے مطابق نمٹا سکتا/سکتی ہے۔ یہ درخواست زبانی یا تحریری طور پر دی جاسکتی ہے۔

ii) اگر معاملے کو غیر رسمی سطح پر تحقیق کے لئے اٹھایا جاتا ہے تو دفتر کا کوئی سینئر افسر یا ہیڈ آفس کا کوئی افسر خفیہ طور پر تحقیق کرے گا۔ ملزم شخص سے اس معاملے کو پوشیدہ طریقے سے حل کرنے کے لئے رابطہ کیا جائے گا؛

iii) اگر مذکورہ واقعہ شدید طریقے سے جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کا ہے اور افسر یا کمیٹی کا رکن جو اس معاملے کی تحقیقات کر رہا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس معاملے کو شکایت کنندہ کی رضامندی سے باقاعدہ ضابطے کی کاروائی کے لئے اٹھایا جانا چاہئے تو اس معاملے کو ایک باقاعدہ شکایت کے طور پر اٹھایا جاسکتا ہے؛

IV) کسی شکایت کنندہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی شکایت لازماً غیر رسمی طریقوں سے لے جائے۔ وہ باضابطہ شکایت کے طور پر اٹھایا جاسکتا ہے۔

v) شکایت کنندہ معاملے کی نوعیت کے مطابق اپنے سپروائزر، سی بی اے کے نمائندے، یا کارکنوں کے نمائندے کے ذریعے باقاعدہ یا براہ راست تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے شکایت دائر کرسکتا/سکتی ہے۔ جس کمیٹی ممبر سے رابطہ کیا جائے اس پر یہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیقاتی کاروائی کا آغاز کرے۔ سپروائزر اس عمل میں مدد فراہم کرے گا اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق میں کسی کی پردہ داری نہ کرے اور رکاوٹ نہ ڈالے۔

vi) تحقیق کے عمل میں ادارے کے کسی بھی مرد سے مدد مانگی جاسکتی ہے اور اس سے اس معاملے میں مدد کے لئے کہا جاسکتا ہے۔

vii) آجر کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ عارضی انتظامات کرے جس سے شکایت کنندہ اور ملزم کو تحقیقات کے عرصے کے دوران دفتری کاموں کے لئے ایک دوسرے سے رابطے نہ کرنے پڑیں۔ اس میں عارضی طور پر دفتروں میں تبادلہ یا کسی ایک فریق کے پاس موجود کسی ایسے اضافی چارج کو واپس لینا شامل ہوسکتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسرے فریق کے کام پر حد سے زیادہ اختیارات کا مالک ہو۔ آجر یہ فیصلہ بھی کرسکتا ہے کہ ملزم کو چھٹی پر بھیج دیا جائے۔ یا مس کنڈکٹ کے معاملے کے بارے میں طے شدہ طریق کار کے مطابق اگر ضرورت ہو تو معطل کر دیا جائے۔

viii) دونوں میں سے کسی بھی فریق کے خلاف جوابی کاروائی پر سختی سے نظر رکھی جانی چاہئے۔ تحقیقاتی عمل کے دوران کارکردگی کے جائزے، ذمہ داریوں کی تفویض رپورٹنگ کے طریق کار اور کسی قسم کی متوازی تحقیقات پر گہری نظر رکھی جائے تاکہ کسی بھی فریق کی جانب سے جوابی زیادتی نہ کی جاسکے۔

☆☆☆

خواتین کو منظم کیے بغیر جدوجہد کامیاب نہیں ہوسکتی

فیصل آباد کی پولیس مزدور دشمن رویہ ختم کر کے LQM کے گرفتار ساتھیوں کو رہا کرے

عورتوں کے عالمی دن اور محنت کش خواتین کے حقوق کے موضوع پر فیصل آباد میں سیمینار سے اظہارِ خیال

جلوت علی

لیبر قومی موومنٹ اور لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام خواتین کے عالمی دن کے موقع پر عورتوں کا عالمی دن اور محنت کش خواتین کے حقوق کے موضوع پر پریس کلب فیصل آباد میں 8 مارچ کو ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں سینکڑوں خواتین نے شرکت کی۔

مقررین نے سیمینار میں کہا کہ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ریاستی جبر عروج پر تھا۔ محنت کش خواتین کو مسلسل نظر انداز کرتے ہوئے ان کے بنیادی حقوق سلب کیے جا رہے تھے۔ انسانیت کی تذلیل کرتے ہوئے خواتین کو مردوں کے مقابلے میں بہت کم تر سمجھا جاتا تھا۔ سینکڑوں کارخانوں میں کام کرنے والی خواتین کو تیسرے درجے کی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ ان خواتین نے بڑھتے ہوئے ظلم کے خلاف اپنے آپ کو منظم کیا اور جدوجہد کی ایک عظیم مثال قائم کرتے ہوئے سڑکوں پر نکلیں۔ بے شمار قربانیاں دیں۔ حکومت وقت کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کے جائز حقوق کو تسلیم کرے۔ لہٰذا ان کی اس عظیم جدوجہد کو ہر سال پوری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ محنت کش خواتین اس دن کے موقع پر اس عزم کا اظہار کرتی ہیں کہ منظم ہو کر حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد کریں گی۔ زندہ قومیں اپنے محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔ ان کی جدوجہد اور قربانیوں کی وجہ سے محنت کش خواتین کے لئے قوانین بنے۔

LQM فیصل آباد میں مزدور حقوق کیلئے جو جدوجہد کر رہی ہے آج پاکستان بھر کے مزدوروں کے لئے ایک روشنی کی کرن ہے۔ لہٰذا ورکر خواتین کو بھی اپنے ان مزدور ساتھیوں کے ساتھ ملکر جدوجہد کرنی چاہیے۔ نصف آبادی خواتین کی ہے۔

خواتین کو جدوجہد میں شامل کئے بغیر کوئی بھی تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی۔ فیصل آباد میں LQM کے چار گرفتار ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ فیصل آباد کی پولیس اور ضلعی انتظامیہ مزدور دشمن رویہ ترک کرے۔ فوری طور پر رہائی کا اہتمام کرے۔ ورنہ پورے ملک میں خواتین سڑکوں پر نکل آئیں گی۔ ہوم بیسڈ ورکرز کے لئے قانون سازی کی جائے۔ آئی ایل او کے کنونشن 177 کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے حقوق دیئے جائیں۔ لیبر انسپکشن پر عائد پابندی کو فی الفور ختم کیا جائے۔ تمام مزدوروں کے بنیادی حقوق سوشل سیکورٹی، EOBI کو یقینی بنایا جائے۔ کم از کم تنخواہ کے نوٹیفکیشن پر عمل درآمد کیا جائے۔ فیصل آباد میں اجرتوں میں اضافہ کی تحریک کے دوران LQM کے گذشتہ 8 ماہ سے چار گرفتار ساتھیوں کو فوری رہا کیا جائے۔

☆☆☆

مزدور میلہ

سوشل سیکورٹی کارڈ کا اجراء کیا جائے، کم از کم تنخواہ 15 ہزار روپے ماہوار کی جائے

"مائیں نی میں کنوں آکھاں" اسٹیج ڈرامہ میں بھٹہ مزدور اور پاورلومز مزدور کے مسائل کو اجاگر کیا گیا

رپورٹ: مقصود مجاہد

11 مارچ 2011 کو قصور شہر میں ضلع کونسل ہال میں مزدور تنظیموں، لیبر پارٹی پاکستان، نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن اور پاکستان بھٹہ مزدور یونین کے تعاون سے مزدور میلہ منعقد کیا گیا۔ جس میں سینکڑوں مزدوروں نے شرکت کی۔ اس میلہ میں مزدور تنظیموں کے رہنماؤں نے مزدور حقوق اور مسائل پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سٹی قصور میں پاورلومز کے تقریباً 400 کارخانے ہیں جن میں 23 ہزار سے زائد مزدور کام کرتے ہیں۔ سٹی قصور میں ٹینریز (چمڑے کی پراسیسنگ ہوتی ہے) کی 340 فیکٹریوں میں 30000 مزدور کام کرتے ہیں۔ تحصیل قصور میں 250 بھٹے ہیں جن میں کم از کم 30000 مزدور کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحصیل قصور میں جوتیاں بنانے والے 300 اور کڑھائی کا کام کرنے والے 350 چھوٹے یونٹوں میں ہزاروں مزدور روزی کماتے ہیں۔

دوائیاں بنانے والی فیکٹری میں 700 مزدور کام کر رہے ہیں۔ جبکہ گارمنٹس سے متعلق شعبہ سے 7000 ورکر منسلک ہیں۔ تحصیل قصور کی آبادی سات لاکھ اور ضلع قصور کی آبادی 60 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اسی قصور تحصیل میں تین بڑی فیکٹریوں میں 16000 ورکرز کام کرتے ہیں مگر افسوس کے پوری تحصیل قصور میں صرف 1700 ورکروں کے سوشل سیکورٹی کارڈ بنائے گئے ہیں یہ افسوس کا مقام ہے۔ ہم ڈی سی او لیبر سے گزارش کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور محنت کشوں کے سوشل سیکورٹی کارڈ بنانے کے لئے فیکٹری مالکان کو پابند کریں۔ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ملک بھر کے 80 سے 85 فیصد محنت کشوں کو کم از کم اجرت 7000 روپے دی جائے۔

سب سے زیادہ ظلم بھٹہ پر کام کرنے والے محنت کشوں کے ساتھ بھٹہ مالکوں کی طرف سے ہے جو حکومت کی طرف سے طے کردہ فی ہزار اینٹ کی مزدوری 518 روپے دینے سے انکاری ہیں اور بھٹوں پر 300 سے 350 روپے فی ہزار اینٹ مزدوری دی جا رہی ہے۔

میلہ میں شریک محنت کشوں سے خطاب کرتے ہوئے ڈی ایل او قصور نے کہا کہ قصور میں سوشل سیکورٹی کی طرف سے سکول موجود ہے۔ ہم محنت کشوں سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بچے سکولوں میں بھیجیں۔ ہم 45 ایکڑ پر محیط رقبہ پر مزدور کالونی بنا رہے ہیں۔ ہم محنت کشوں کے ساتھ ہیں۔ ڈی سی او قصور نے کہا کہ وہ جب بھی میرے پاس آئے میں نے ترجیحی بنیادوں پر ان کے مسائل سننے اور حل کرنے کی کوشش کی۔ اب بھی جب محنت کش اپنے مسائل لے کر آئیں گے تو میں ان کو ترجیح دوں گا اور حل کرواؤں گا۔

آخر میں مائیں نی میں کنوں آکھاں ڈرامہ اسٹیج کیا گیا جسے قصور کے محنت کشوں نے ترتیب دیا تھا۔ یہ ڈرامہ بھٹہ مزدوروں اور پاورلومز کے محنت کشوں کی حالت زار اور حالات کار کی عکاسی کرتا تھا۔ اس میں سوشل سیکورٹی کارڈ کی ضرورت کو بنیاد بنایا گیا تھا۔ مثلاً بھٹہ مزدور اپنے بچوں کو سوشل سیکورٹی سکول میں داخل کروانے کے لئے لے جاتا ہے تو اس سے سوشل سیکورٹی کارڈ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ پاورلوم ورکرز جو بھٹہ مزدور کا بھائی ہے۔ دمہ کا مریض ہے اور وہ جب سوشل سیکورٹی ہسپتال جاتا ہے تو اس سے سوشل سیکورٹی کارڈ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جب یہ دونوں مزدور اپنے مالکوں سے کہتے ہیں کہ سوشل سیکورٹی کارڈ بناؤ تو وہ جواب دے دیتے ہیں۔ بھٹہ مالک کہتا ہے کہ تو چھٹی کر کام کہیں اور ڈھونڈ لے اور میری پیشگی مجھے دے دو۔ بھٹہ مزدور مالک سے جھگڑتا ہے وہ گھر آتا ہے تو پولیس ریڈ کر کے چوری کے مقدمہ میں گرفتار کر کے لے جاتی ہے۔ اور پاورلومز پر کام کرنے والا بھٹہ مزدور کا بھائی خون تھوک تھوک کر مر جاتا ہے۔ پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں ہونے والے جبر کو اس ڈرامہ میں نہایت سادگی اور بہترین طریقہ سے دکھایا گیا جس نے پورے میلے پر سوگ طاری کر دیا۔

☆☆☆

اس ملک میں مزدور زیادہ اور سرمایہ دار کم ہیں مگر مزدور کمزور اس لیے ہیں کہ ان میں اتحاد نہیں ہے

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے زیر اہتمام فیڈریشن کے بانی سلیم رضا (مرحوم) کی چوتھی برسی کے موقع پر کراچی میں میموریل سیمینار کا انعقاد

رپورٹ۔ مشتاق علی شان

ملک کے معروف سرگرم مزدور رہنما، ٹریڈ یونینسٹ اور نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن پاکستان کے بانی سیکرٹری جنرل مرحوم سلیم رضا کی چوتھی برسی کے موقع پر نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کی جانب سے PMA ہاؤس کراچی میں میموریل سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے عنوان "موجودہ صورتحال کے تناظر میں پاکستان میں 18 ویں ترمیم کے بعد صنعتی صورتحال اور درپیش مسائل" پر نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن اور دیگر مزدور رہنماؤں نے خیالات کا اظہار کیا۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری ناصر منصور نے کہا کہ " آج ہم پاکستان کی مزدور تحریک اور فیڈریشن کے بانی سلیم رضا کی چوتھی برسی کے موقع پر جمع ہو کر ایسے حالات میں منا رہے ہیں کہ ملک میں محنت کشوں کا برا حال ہے۔

18 ویں ترمیم کے بعد صنعتی صورتحال اور درپیش مسائل کا پس منظر یہ ہے کہ یہ ملک ایک آئین کے تحت چلتا ہے اور یہاں کا قانون آئین سے لیا جاتا ہے۔ پاکستان کا آئین بناتے ہوئے کہا گیا تھا کہ یہ ایک وفاقی ملک ہے، 1973 کے آئین میں چار صوبوں کو تسلیم کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وفاق کے پاس جو 40 کے قریب محکمے ہیں وہ بیس سال کے اندر صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے (اسے کنکریٹ لسٹ بھی کہتے ہیں) اور وفاق کے پاس صرف چار غیر ملکی تعلقات، وزارت مواصلات، فوج اور کرنسی کے محکمے رہ جائیں گے۔

مگر ایسا ہو نہیں سکا اس کی ایک وجہ تو ملک میں فوجی آمریتیں تھیں جبکہ جمہوری حکومتیں بھی یہ کام نہیں کر سکیں۔ بہر حال 37 سال بعد وہ کنکریٹ لسٹ ختم کر کے قانون سازی کے حوالے سے اختیارات صوبوں کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔ اب لیبر کی قانون سازی بھی صوبوں کے پاس ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ EOBI، ٹریڈ یونینز اور دوسرے ادارے مثلاً ریلوے یونین کام کیسے کریں گے، کیونکہ 60 سال کا ایک فریم ورک تھا ان سوالات پر متضاد رویے ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ اب وقت کی ضرورت ہے کہ محنت کش طبقہ اور مظلوم اقوام مل کر جدوجہد کریں۔

آل پاکستان ٹریڈ یونینز کانگریس کے جنرل سیکرٹری شوکت علی نے کہا کہ سلیم رضا ہمہ پہلو شخصیت تھے ایسے مزدور رہنما روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ وہ ایک نڈر، بیباک اور سچ بولنے والے مزدور رہنما تھے وہ ملک بھر کی ٹریڈ یونینز کو اپنا سمجھتے تھے اور بغیر کسی تفریق کے سب کے لیے کام کرتے تھے۔ وہ محنت کشوں کے ایسے مشفق استاد تھے جو اپنے لیے نہیں بلکہ محنت کشوں کے لیے سوچتے تھے۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے سینیئر نائب صدر شفیق غوری نے کہا کہ 18 ویں ترمیم اس ملک کے محنت کشوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے کہ اب یہ اختیارات صوبوں کو منتقل ہو گئے ہیں اگرچہ اس میں ٹریڈ یونین اور محنت کشوں کے حوالے سے کچھ مسائل ہیں مگر یہ وقتی طور پر ہیں چیزوں کو اب بہتری کی جانب گامزن کیا جا سکتا ہے، ایمپلائر، ورکر اور حکومت کے درمیان جتنی مشاورت سندھ میں ہو رہی ہے اسکی اور کہیں مثال نہیں ملتی۔ پنجاب میں بڑے بڑے سرمایہ داروں اور ٹریڈ یونینز کے ہوتے ہوئے محنت کشوں کے گلوں پر چھری چلائی جا رہی ہے۔

جب شریف برادران نے مسلم کمرشل بینک کو کوڑیوں کے مول بیچا تھا تو قانون میں 27.B کا اضافہ کر کے بینکوں میں ٹریڈ یونینز کو تقریباً ختم کر دیا، ان کی مزدور دشمنی سب پر عیاں ہے۔ ان حالات میں کالے قوانین کیخلاف اس جدوجہد کی ضرورت ہے جس کے سلیم رضا علم بردار تھے۔

حبیب بینک ورکرز فرنٹ کے چیف آرگنائزر حبیب الدین جنیدی نے کہا کہ " بائیں بازو کی سیاست میں سلیم رضا کا بہت بڑا کردار تھا خاص طور پر ٹریڈ یونین کی سیاست میں انہوں نے بائیں بازو کی سیاست کو فروغ دیا اور اس سلسلے میں انہوں نے تن و من سے کام کرتے ہوئے قربانیاں دیں۔ ٹریڈ یونینز متاثر ہو رہی ہیں مگر ان کے مفاد کی خاطر ملک کی تمام ٹریڈ یونینز کو داؤ پر نہیں لگایا جا سکتا۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے لیگل ایڈوائزر راحت اللہ نے کہا کہ سلیم رضا میں لیڈر شپ کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ وہ محنت کشوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اس ملک میں مزدور زیادہ اور سرمایہ دار کم ہیں مگر مزدور کمزور اس لیے ہیں کہ ان میں اتحاد نہیں ہے۔ آج کے ٹریڈ یونینز لیڈران کو بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے یہ ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے دلدار احمد نے کہا کہ سلیم رضا نے ملک کی مزدور تحریک کو مضبوط کیا۔ انہوں نے جو مزدور

رہنما تیار کیے ہیں وہ آج ملک بھر میں کام کر رہے ہیں۔ وہ انڈیا اور پاکستان کی سطح پر ٹریڈ یونینز کے رہنماؤں کو متحد کرنا چاہتے تھے، وہ بین الاقوامی سطح پر مزدور اتحاد کے قائل تھے ان کے مشن کو جاری و ساری رکھا جائے گا۔

آل پاکستان لیبر فیڈریشن کے ملک محمد رفیق اعوان ایڈووکیٹ نے کہا کہ" سلیم رضا کے ساتھ ملکر ہم نے ایک طویل جدوجہد کی IRA2000 کے خاتمے کے لیے ان کی تجویز پر ایس، پی لودھی کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا ثمر IRA2008 کی صورت میں ملا۔ بے شک آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں مگر آج اگر ٹریڈ یونینز زندہ ہیں تو یہ ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے"۔ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری غنی زمان اعوان نے کہا کہ" آج اگر دیکھا جائے تو ٹریڈ یونینز زوال کا شکار نظر آتی ہیں، بہت سی یونینز پر پابندیاں ہیں، کراچی شپ یارڈ کی یونین آج تک بحال نہیں ہو گی ہے، اب وقت ہے کہ جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق ٹریڈ یونینز کو اپنا لائحہ عمل طے کرنا ہو گا۔ ورنہ زوال پذیری مزید تیز ہو گی اور ٹریڈ یونینز کا سیاسی قتل جاری رہے گا۔ ٹریڈ یونینز کی بقا محنت کش طبقے اور اس کی جدوجہد سے ہے"۔

پروگرام کے آخر میں نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے صدر محمد رفیق بلوچ نے کہا کہ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے ہم ہر مزدور تحریک میں شامل ہو نگے اور سلیم رضا کے مشن کو جاری و ساری رکھیں گے۔

سیمینار سے خطاب کرنے والوں میں نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے گل اکبر، ریاض عباسی، حاجی محمد جمن (بلوچستان)، مسرت جبین، رحیم اعوان، لیڈا کے حاجی فیض محمد اور پرل کانٹی نینٹل کراچی ورکرز یونین کے غلام محبوب بھی شامل تھے۔

☆☆☆

سوتر مل لاہور کے لوگوں کا بجلی کے بل کی ادائیگی کا مسئلہ حل ہو گیا

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

سوتر مل کا علاقہ جی ٹی روڈ سے 300 فرلانگ دور ہے جس میں تقریباً 250 کے قریب گھر موجود ہیں۔ اس علاقہ کی بجلی کے بل مہینے کی آخری تاریخوں میں ادا کیے جاتے ہیں۔ 27 دسمبر 2010 کو لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی موبلائزر اقصیٰ جان کے پاس علاقہ کے تمام صارفین آئے اور کہا کہ نادرا آفس میں موجود آدمی آج 27 تاریخ کو بل کی ادائیگی نہیں کر رہا وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کل آجاؤ، جرمانے کے بغیر بل جمع کر لیا جائے گا۔ مگر جب لوگ اگلے دن بل جمع کروانے گئے تو لوگوں کو کہا گیا کہ یہ بل جرمانے کے بغیر جمع نہیں ہو سکتے جس پر علاقہ کے لوگوں نے احتجاج کیا۔ وہاں پر موجود دفتر کے نام کو پینٹ سے مٹا دیا جس پر موبلائزر اقصیٰ جان سمیت تمام لوگوں پر ایف آئی آر کٹوا دی گئی۔ جس پر مقامی تھانہ نے کارروائی کرتے ہوئے اقصیٰ جان کے گھر پر چھاپہ مارا۔ اقصیٰ جان نے علاقے کے لوگوں کی مدد سے سکول کے پرنسپل اور نادرا سٹاف کی شکایت نادرا کے اعلیٰ افسران کو کی اور برانچ سٹاف کو مبلغ 500 جرمانہ ادا کرنے کو کہا گیا جس پر فوری عمل کیا گیا۔ اس کے بعد برانچ اور علاقہ کے لوگوں کی صلح کروا دی گئی۔

☆☆☆

لوگوں میں اتحاد پیدا کرتے ہوئے یونین سازی کی جائے کا مشن لے کر یونین میں آیا

نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن، مزدور رہنما، مطلع شاہ کا اظہار خیال

مطلع شاہ کا تعلق کراچی کی مرک فارما سے ہے اور وہ یہاں کی CBA یونین کے صدر ہیں جو کہ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن پاکستان سے منسلک ہے۔ وہ خود نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن (سندھ) کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن ہیں۔ شاہ صاحب 1957 کو پختونخواہ کے ضلع مردان کے علاقے صوابی کے زروبی نامی گاؤں میں پیدا ہوئے، 1979ء میں اپنے آبائی گاؤں سے میٹرک کیا۔ روزگار کی تلاش میں کراچی شہر کا رخ کیا۔ کراچی میں CATs فارماسیٹکل میں ملازمت اختیار کرلی۔ اسی دوران وہ ٹریڈ یونین کی طرف آئے۔ بعدازاں وہ مرک فارما سے وابستہ ہوگئے۔ 1996ء میں یہاں ورکرز یونین بنی۔ شاہ صاحب اس یونین کے صدر منتخب ہوئے۔ بعد میں جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہوئے اور اب تک مختلف عہدوں پر یونین کا کام کرتے آرہے ہیں۔ وہ ٹریڈ یونین میں ۱۹۸۰ء سے اب تک منسلک ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سسٹم میں مزدوروں کو اپنی بقا اور حقوق کے تحفظ کے لئے صرف ٹریڈ یونین کا نظام ہی سنبھالا دے سکتا ہے۔ ان سے ہونے والی گفتگو نیوز لیٹر کے قارئین کیلئے پیش کی جارہی ہے۔

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

لیبر ایجوکیشن: سب سے پہلے آپ اپنی یونین اور مرک فارما کے حوالے سے کچھ بتائیں؟

☆ ہماری یونین کافی سالوں سے اس فیکٹری میں کام کررہی ہے۔ اس فیکٹری میں تقریباً 120 مرد و خواتین کام کررہے ہیں۔ جس میں پچاس کے قریب مزدور مستقل اور ۷۰ کے لگ بھگ عارضی طور پر کام کررہے ہیں۔ ان ۱۲۰ مزدوروں میں سے تقریباً ۲۵ کے قریب یونین کے ممبران ہیں۔ باقی مینجمنٹ اور عارضی مزدور ہیں۔ جب بھی کسی مزدور لڑکی کی شادی ہوتی ہے یا کوئی لڑکا مزدور ملازمت سے فارغ ہوتا ہے تو انتظامیہ اس فیکٹری میں اس کی جگہ کنٹریکٹ پر مزدوروں کو بھرتی کرتی ہے۔ جس سے ہماری یونین کے ممبران میں کمی آتی ہے۔ انتظامیہ کسی مزدور کو مستقل بھرتی نہیں کرتی۔ اس وقت ہماری کمپنی میں عارضی مزدوروں کی تعداد زیادہ ہے۔ اب ہم نے اپنے مطالبات میں یہ بات رکھی ہے کہ ہر سال عارضی مزدور لڑکے لڑکیوں کو مستقل کیا جائے تاکہ یونین سازی کے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔ اس وقت انتظامیہ کے ساتھ یہ بات چل رہی ہے کہ کل بھرتی شدہ میں سے مزدوروں میں سے ہر سال پانچ کے قریب مزدوروں کو مستقل کیا جائے۔ تمام ورکرز کو EOBI(Employee old age benifits Institution) اور SESSI (Sindh Employee social security institution، کارڈ جو ان کا قانونی اور بنیادی حق ہے۔ ہماری کافی عرصے سے انتظامیہ کے ساتھ لڑائی ہورہی ہے اور وقتاً فوقتاً انتظامیہ کے ساتھ مذاکرات ہورہے ہیں۔ کچھ ڈیمانڈ انتظامیہ مان رہی ہے اور کچھ نہیں مان رہی جس کی وجہ سے فیکٹری میں کسی حد تک تناؤ پیدا ہوچکا ہے۔ یہاں تک ہورہا ہے کہ عارضی ورکرز کی EOBI کارڈ کی مد میں ہر مہینے 20 روپے تنخواہ سے کٹوتی ہورہی ہے لیکن ان کو کوئی بھی مراعات نہیں دی جارہیں۔ اس لڑائی جھگڑے سے یہ فائدہ ہوا کہ کچھ مزدوروں کو EOBI سوشل سیکورٹی کارڈ مل چکے ہیں۔

لیبر ایجوکیشن: ٹریڈ یونین کی طرف مبذول ہونے کی کیا وجوہات تھیں؟

☆ ٹریڈ یونین کی طرف اس لئے آیا کیونکہ میں نے ایک مزدور کی حیثیت سے کام کا آغاز کیا۔ اس دوران میں نے کارخانوں، فیکٹریوں اور دیگر کام کی جگہوں پر مزدوروں کے ساتھ بہت

جب مزدور لسانی، مذہبی، علاقائی، فرقہ پرستی کے حوالے سے آزاد ہو جاتا ہے تو وہ یکجا ہو کر اتحاد کے ساتھ اپنی جدوجہد سے حق چھین لیتا ہے

ناانصافی ہوتے دیکھی ہے، سرمایہ دارانہ نظام میں محنت کشوں کے ساتھ بہت ہی ظلم وزیادتی ہوتی ہے، کام کرنے کے باوجود ان کو جائز حقوق نہیں مل رہے تھے۔ اس سے میں نے سوچا کہ کیوں نہ مزدوروں کو یکجا کیا جائے۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ لوگوں میں اتحاد پیدا کرتے ہوئے یونین سازی کی جائے کا مشن لے کر یونین میں آیا۔ جب تک آپ یونین سازی نہیں کرتے تب تک آپ اپنے حقوق سرمایہ داروں سے حاصل نہیں کر سکتے۔ یہی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے مجھے یونین کی طرف مبذول ہونا اور کام کرنا پڑا۔ ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اپنے بنیادی حقوق کے حصول کیلئے جدوجہد کی جائے۔ عام مزدوروں کا علاج معالجہ عام جگہوں پر اور انتظامیہ کا بڑے خاص ہسپتالوں میں ہو رہا ہے۔ ہمارا کوئی بھی بل کسی اچھے ہسپتال کیلئے پاس نہیں ہوتا۔ انتظامیہ کے ممبران کا ہر قسم کا علاج اور بل وغیرہ پاس ہو جاتے ہیں۔ ہم سے Benevolent Fund کی کٹوتی ہوتی ہے لیکن ہمارے لئے کوئی بھی گریجویٹی یا میڈیکل کی سہولت نہیں ہے جو کہ ہمارا قانونی حق ہے۔ ساتھ ساتھ ٹرانسپورٹ کی سہولت سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے میں اور میرے ساتھی یونین سازی کی طرف متوجہ ہوئے۔

لیبر ایجوکیشن: کیا مزدوروں کے مسائل صرف یونین سازی سے حل ہو سکتے ہیں؟ اور آپ کب سے نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے ساتھ ہیں؟

☆ ہماری بنیاد ہی نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن (NTUF) سے ہے۔ کئی سالوں سے اس فیڈریشن کے ساتھ ہماری یونین رجسٹرڈ ہے۔ میں فیڈریشن میں نیشنل کمیٹی کا ممبر ہوں۔ ٹریڈ یونین کا کام تجارہ کر نہیں ہوتا یہ ایسا کام ہے جس میں کسی وقت یونین اور مزدوروں کے معاملات کے حوالے سے کام فیڈریشن کے ساتھ کرنا ہوتا ہے۔ ہم 1996ء سے اس فیڈریشن کے ساتھ منسلک ہیں۔ آج بھی اس فیڈریشن کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جس کے بانی جناب مرحوم سلیم رضا صاحب تھے۔ یونین کا کام اور مزدوروں کا کام ہر روز فیکٹری کے معاملات کے حساب سے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس کے فوراً حل کے لئے فیڈریشن کی طرف سے قانونی، مالی، اخلاقی سپورٹ جب تک ہوگی تب تک ہم کامیاب رہیں گے۔ اگر روزمرہ معاملات پر فیڈریشن یونین کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی تو یونین کے کام متاثر ہونگے۔ مزدوروں میں خوف وبیزاری پیدا ہوگی۔ اس وجہ سے ہم NTUF کے ساتھ ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ مستقبل میں یہ ہماری اسی طرح مدد کرے گی تاکہ مزدوروں کی بھلائی ہو۔

لیبر ایجوکیشن: آپ اس وقت نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن (NTUF) کو کیسے دیکھتے ہیں؟

☆ جب سے سلیم رضا کا انتقال ہوا ہے تب سے نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن (NTUF) میں کچھ حد تک معاملات خراب ہوئے ہیں۔ ٹریڈ یونینز میں گروپ بندیوں کی وجہ سے ٹریڈ یونینز کی تحریک کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی وجہ سے یونینز کے معاملات بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن (NTUF) کے پاس کوئی خاص ماہر وکیل بھی نہیں ہیں جو ہر طرح کے معاملات جو فیکٹری میں مزدوروں اور انتظامیہ کے درمیان آتے ہیں ان کو حل کر سکے۔ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے مرکزی عہدیدار بھی دوسری فیڈریشن کے لوگوں سے رابطے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کے اعلیٰ عہدیدار بھی متحرک کردار ادا کریں۔ تب ہی نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن کا کام آگے بڑھے گا اور ٹریڈ یونین مضبوط ہوگی۔ نیشنل ٹریڈ یونین فیڈریشن میں نئے لوگ اور نوجوان شامل ہو کر مزدوروں کو فائدہ پہنچا سکیں گے۔

لیبر ایجوکیشن: آپ کے خیال میں نوجوان نسل کو ٹریڈ یونین کی طرف کیسے لایا جا سکتا ہے؟

☆ اس وقت ٹریڈ یونین کی طرف نوجوان نسل میں کوئی خاص رجحان نہیں پایا جاتا۔ جب تک نوجوانوں اور نئے لوگوں کو ٹریڈ یونین کی طرف لانے کے لئے پرانے اور اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے ٹریڈ یونینسٹ کم نہیں کریں گے تب تک نوجوان نسل یونین کے کام کی طرف نہیں آ سکتی۔ اس لئے ملک میں نئی صنعتیں لگائی جائیں۔ ان میں ٹریڈ یونین کو کام کرنے دیا جائے۔ جب تک نئی نسل آگے نہیں آئے گی تب تک یونین سازی کا کام اچھے طریقے سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس معاملے پر حکومتی سطح پر بھی کوئی کام نہیں ہو رہا۔ جس کی بدولت ٹریڈ یونینز تعطل کا شکار ہیں۔ نوجوان نسل کا کوئی خاص کام یا اعتبار بھی نہیں ہے کہ یونین سازی سے ان کا کوئی فائدہ ہو۔ اس کام کے حوالے سے کسی حد تک لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کام کر رہی ہے۔ ہر فیکٹری میں صنعت میں مزدوروں کو مستقل کیا جائے تاکہ مزدوروں کا یونین پر اعتماد بحال ہو اور زیادہ سے زیادہ مزدور یونین میں شامل ہو کر کام کر سکیں۔

لیبر ایجوکیشن: اس وقت جو بے چینی KESC, Steel mills, PIA, PTCL, Port Qasim اور دیگر اداروں کے مزدوروں میں پائی جا رہی ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

☆ KESC کے ورکرز نے اپنے حقوق کی پاسداری کی جنگ کر لی ہے۔ جب مزدور اپنے حقوق قانونی طریقے سے حاصل کر لیتا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 14 پر)

☆☆☆

تحریر: پیٹر کروپاٹکن　　مترجم: مشتاق علی شان　　(دوسرا حصہ)

نوجوانوں کی سمت

آج بنی نوع انسان دو طبقوں میں تقسیم ہے: ایک محنت مشقت کرنے والا غلام اور دوسرا اس کا خون چوسنے والا سرمایہ دار

اگر آپ انسانی ہمدردی اور احساسات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بااصول فرد کی حیثیت سے سماج یا معاشرے کی موجودہ خامیوں پر غور کرنے کے بھی خواہشمند ہیں تو پھر آخر ایک دن آپ کو سماجی فلاح و بہبود کے خواہشمندوں یا اشتراکیت پسند گروہ کے لوگوں کے ساتھ مل جانے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں آئے گا اور آپ بھی ان کے ساتھ مل کر دنیا میں سماجی انقلاب لانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

لیکن شاید آپ کہیں کہ "ہمیں اس قسم کی خودغرضی پر مبنی دکانداری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ہم اپنا وقت میڈیکل اور کیمسٹری وغیرہ کے علم کی جستجو اور تحقیق میں صرف کر کے فقط علم اور سائنس کی ترقی کے خواہشمند ہیں" نہ صرف اتنا بلکہ آپ یہ وعظ بھی کرنا شروع کر دیں گے کہ "آخرکار ہمارے اس کام کا شاندار نتیجہ ظاہر ہوگا، اس بات سے قطع نظر کہ اس کا پھل ہماری موجودہ نسل کو ملتا ہے یا بعد میں آنے والی نسلوں کو" وغیرہ۔ سب سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ سائنس کی ترقی کا اصل مقصد کیا ہے اور اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا اس کا مقصد صرف اعلیٰ درجے کا وہ آرام و سکون حاصل کرنا ہے جو قدرت کی طاقتوں کو اپنی ہمت اور محنت سے تسخیر کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے؟ ایسی صورتحال میں آپ سے میں پوچھوں گا کہ جو انسان فقط اپنی زندگی عیش و آرام میں گزارنے کے لیے سائنس اور حکمت کی ترقی چاہتا ہے، اس میں اور اس شرابی میں کیا فرق ہے جو نشے میں ڈوب کر وقتی سکون اور لطف حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لوگ پہلے اپنے ذاتی آرام و سکون کی شے کا نہایت قابلیت کے ساتھ انتخاب کرتے ہیں، کیونکہ شراب کے مقابلے میں اس سے زیادہ اور دیر تک رہنے والا اثر اور سکون حاصل ہوتا ہے جبکہ شراب سے وقتی سکون کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ دونوں کے خواہشمندوں کے پیش نظر صرف خودغرضی اور فائدہ ہے اور دونوں کا مقصد بھی ایک جیسا، یعنی ذاتی سکھ اور لطف کا حصول ہے۔ یہاں شاید آپ دوبارہ کہیں گے کہ ہم اپنے فائدے کے لیے کام نہیں کر رہے بلکہ صرف سائنس کی ترقی اور بنی نوع انسان کی بہتری اور بھلائی ہی ہمارے پیش نظر ہے اور ہماری تحقیق و جستجو کا بھی یہی مقصد ہے۔

میں کہونگا کہ یہ بھی محض ایک خوبصورت جرم ہے۔ ہم میں سے جنہوں نے بھی شروع میں سائنس اور فلسفے کی جستجو اور تحقیق کے کام کا آغاز کیا تھا تو انہوں نے بھی اسی قسم کے دعوے کئے تھے۔ ابتدا میں ہم بھی ایسے ہی کہتے تھے۔ لیکن اگر آپ حقیقت میں بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کا خیال رکھتے ہیں اور آپ کا مقصد انسانی سماج کی خدمت اور بھلائی ہے تو پھر آپ کے سامنے ایک مشکل سوال اٹھتا ہے۔ آپ میں علم اور سائنس کے سوا کسی دوسری بات کا تخمینہ اور اندازہ لگانے کی صلاحیت چاہے کتنی ہی کم کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی آپ یہ بات ایکدم سمجھ سکتے ہیں کہ آجکل ہمارے سماج میں سائنس فقط ذاتی فوائد کے حصول کا ایک ذریعہ بنا ہوا ہے، جس میں کچھ لوگ اپنی زندگی کو مزید عیش و آرام سے بسر کرنے کے لیے دوسرے کروڑوں لوگوں کو ذلیل و خوار زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اس دنیا کی پیدائش کے بارے میں سائنس تو اپنا واضح فیصلہ کئے ہوئے ہے۔ ایک صدی (یہ تحریر انیسویں صدی کی آٹھویں دہائی میں لکھی گئی ہے۔ مترجم) سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے۔ لیکن کتنے لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے اس کے بارے میں پیش ہونے والے اُصولوں کی چھان بین کی ہوگی یا اس کے بارے میں کوئی اعلیٰ درجے کی خاص تعلیم یا مہارت حاصل کی ہوگی؟ ایسے لوگوں کی تعداد چند ہزار ہوگی لیکن وہ کروڑوں بدقسمت انسان جو ابھی تک مفلسی اور اندھے وشواس میں مبتلا ہیں اور اس کی وجہ سے وہ مذہبی ٹھگوں کے شکنجے میں آجاتے ہیں، ان میں سے ان اصولوں سے آگاہ ہونے والوں کی تعداد تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔

جب ہم اس سے ایک قدم آگے بڑھکر دیکھتے ہیں تو پھر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سائنس نے جسمانی اور اخلاقی صحت کے پھیلاؤ کے لیے کیا کیا کیا ہے۔ سائنس نے ہمیں جو راستے دکھائے ہیں یا جو اُصول سکھائے ہیں وہ کتابوں میں ہی بند رہنے کی وجہ سے ہمارے لیے بیکار کیسے ثابت ہو چکے ہیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ سائنسدانوں کی یہ تحقیقات، جس سے عام لوگ کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، وہ محض فضول ہیں۔

اس کا سبب کیا ہے؟ یہی کہ سائنس کا فائدہ آجکل مٹھی بھر مراعات یافتہ افراد ہی اٹھا رہے ہیں۔ سماجی عدم مساوات کی وجہ سے آج بنی نوع انسان دو طبقوں میں تقسیم ہے۔ ایک

آجکل ہمارے سماج میں سائنس فقط ذاتی فوائد کے حصول کا ایک ذریعہ بنا ہوا ہے، جس میں کچھ لوگ اپنی زندگی کو مزید عیش وآرام سے بسر کرنے کے لیے دوسرے کروڑوں لوگوں کو ذلیل وخوار زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں

محنت مشقت کرنے والا غلام اور دوسرا اس کا خون چوسنے والا سرمایہ دار۔ اس زبردست تفاوت کی وجہ سے ضمیر کی آواز کے مطابق بااصول زندگی گزارنے کا سارا وعظ ایک دل دکھانے والے مذاق کے سوا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

میں آپ کو اور بھی متعدد مثالیں دیکر ایک حقیقت سمجھا سکتا ہوں، لیکن بات کو مزید طول دینا درست نہیں ہے، جب آپ اپنے تنگ کمرے (جس کے دریچوں پر دھول جم چکی ہے اور جس میں رکھی کتابوں کی الماری تک کبھی سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچی) سے باہر نکل کر چاروں طرف نظر دوڑاتے ہیں تو آپ کو قدم قدم پر اس نقطہ نظر کی حمایت میں نت نئے ثبوت ملیں گے، جس سے یہ بات آپ پر مکمل طور پر عیاں ہو جائے گی۔

اس وقت ہمیں خواہ مخواہ سائنس کی زیادہ جستجو اور تشہیر کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے بلکہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ سائنس نے اب تک جو ترقی کی ہے اور جو علم و تجربہ ہم حاصل کر سکے ہیں، اس سے روز مرہ کی زندگی میں کام لینا چاہیے اور اس کا فائدہ ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ بنی نوع انسان علم اور سائنس کے درست طریقوں کو اچھی طرح دریافت کر کے اس سے استفادہ کر سکے۔ ایسا ہونے سے سائنس ایک عیش وعشرت کی چیز نہیں رہے گی، بلکہ انسانی زندگی کا بنیادی سہارا ثابت ہوگی۔ یہی اصولی راستہ اور عدل وانصاف کا تقاضہ ہے۔

اس کے علاوہ خود سائنس کی تعمیر وترقی کے نقطہ نظر سے بھی یہ طریقہ درست اور ضروری ہے۔ سائنس کی صحیح معنوں میں ترقی تب ہی ممکن ہوگی، جب عام لوگ اس کے اصولوں کے استقبال کے لیے تیار ہوں۔

مصنوعی طور پر حرارت پیدا کرنے کے اصول گزشتہ صدی میں دریافت ہو چکے تھے، لیکن 80 سال تک یہ اصول کتابوں میں بند رہے اور ان کا استعمال اس وقت ہی ممکن ہو سکا، جب عوام میں سائنس کا علم وسیع پیمانے پر پھیل چکا تھا۔ چارلس ڈارون نے ارتقاء کا جو نظریہ دریافت کیا، وہ تین نسلوں کے بعد عالموں کے ذریعے تسلیم کیا گیا اور وہ بھی تب جب ان پر عوام کا دباؤ پڑا۔ شاعر یا مصور کی طرح عالم، سائنسدان اور فلسفی کی ہستی کا وسیلہ بھی یہی سماج ہے جس میں وہ رہتا ہے اور اپنے اصولوں کی تشہیر کرتا ہے۔

لیکن جب اس قسم کے خیالات آپ کے من میں پیدا ہونگے تو پھر آپ سمجھ جائیں گے کہ سب سے اہمیت کی حامل بات یہ ہے کہ ان موجودہ طور طریقوں میں بنیادی طور پر تبدیلی لائی جائے، جن کے ذریعے کچھ لوگ تو سائنس اور علمی ترقی کے حد سے زیادہ فوائد حاصل کرتے ہیں اور باقی دنیا اُسی حالت میں رہتی ہے، جس میں وہ پانچ، دس صدیاں پہلے تھی۔ یعنی موجودہ رشتے یا تعلق کے سبب عوام کی اکثریت مشین کے پرزے کی مانند ہے اور وہ درست اصولوں اور طریقوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جس دن آپ اس گمبھیر اور وسیع علمی سچائی کو پوری طرح سمجھ جائیں گے، تب آپ موجودہ سائنس اور اس کے فوائد، جس پر چند لوگوں کا اجارہ ہے، سے ہرگز لطف اندوز نہیں ہو سکیں گے۔ آخر آپ ان تدابیر کے بارے میں سوچنے کی کوشش کریں گے، جن کے ذریعے انقلاب اور تبدیلی لائی جا سکے، اور اگر آپ نے یہ کوشش اسی سچائی، محنت اور لگن سے کی، جیسی اس سے قبل سائنس کی تگ ودو اور جستجو کرتے وقت کی تھی، تو پھر اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ آپ سوشلزم کے اصولوں کو قبول کرنے کے لیے نہ صرف تیار ہو جائیں گے، بلکہ آپ سوشلزم پر بھروسہ کرتے ہوئے سماج وادیوں اور اشتراکیوں کے ساتھی اور شریک سفر بھی بن جائیں گے۔

تب ان مٹھی بھر لوگوں کے لیے، جن کے پاس آج بھی عیش وآرام اور ذاتی فوائد کے حصول کے کافی ذرائع موجود ہیں، ان کو مزید عیش وآرام میسر کرنے کی بجائے آپ اپنے علم اور طاقت کو ان لوگوں کی خدمت میں صرف کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے، جن پر ان مٹھی بھر لوگوں نے صدیوں سے ظلم وستم کیے ہیں۔

یقین جانو کہ جب آپ میں اپنے فرض کی ادائیگی کا احساس پیدا ہوگا اور آپ کے فکر وعمل میں سچا اتحاد قائم ہو جائے گا، تب آپ کے اندر ایسی ہمت وطاقت پیدا ہو جائے گی جس کا آپ نے کبھی خواب میں بھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔ آخر ایک دن ایسا بھی آئے گا اور جلد ہی آئے گا، پھر چاہے ہمارے استاد اور تربیت کرنے والے اُس وقت تک زندہ بھی نہ رہیں، جب وہ انقلاب جس کے لیے ہم اتنی کوشش کر رہے ہیں، اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ نمودار ہوگا۔

(جاری ہے)

☆☆☆

ہوم بیسڈ ورکرز کو اجرت نہ ہونے کے برابر دی جاتی ہے

ہوم بیسڈ ورکرز کو قانونی مزدور تسلیم کیا جائے

جھنگ میں لیبر ایجوکیشن کے زیر اہتمام ورکشاپ میں ہوم بیسڈ ورکرز کے مطالبات

جلوت علی

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام جھنگ میں ایک روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں 39 کے قریب ہوم بیسڈ ورکرز نے شرکت کی ۔ ورکشاپ میں ہوم بیسڈ ورکرز کے مسائل اور ان کے لئے قانون سازی اور خواتین کا ٹریڈ یونین میں شریک ہوکر جدو جہد کرنے کے حوالے سے بات چیت کی۔ بعد میں خواتین نے اپنے مسائل کا ذکر کیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

عتیقاں بی بی نے کہا کہ وہ چرخی کے اوپر اون بنانے کا کام کرتی ہے۔ روئی کے گولے انہیں مال کی صورت ملتے ہیں جنہیں کات کر گولے بنانے ہوتے ہیں۔ پچھلے دس سال سے وہ یہ کام کر رہی ہے۔ ایک من روئی کاتنے کے 25 روپے ملتے ہیں۔ اور وہ ایک دن میں 20 کلو کات لیتی ہے۔ اس کام میں روئی کے ذروں کی وجہ سے کھانسی ہو جاتی ہے۔ کمر درد، کندھے درد اور نظام ہضم کا درست نہ ہونا اہم مسائل ہیں۔ اس مہنگائی کے دور میں گذر اوقات نہایت مشکل ہے۔

انور بیگم نے بتایا کہ کروشیے کی لیس بنانے کا کام کرتی ہے۔ ایک دوپٹے پر کام کرنے کے 40 روپے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ مل کر کڑھائی سلائی کا کام بھی کرتی ہے۔ بھاری بھاری کام کا دو تین سو دوپٹہ قمیض کا ملتا ہے۔ اس کام میں نظر کا کمزور ہونا یقینی ہے۔ کمر درد، نظام ہضم کا درست نہ ہونا الگ مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ انور بیگم نے بھینس رکھی ہوئی ہیں۔ اور ان کو چارہ ڈالنا پانی پلانے کا کام بھی کرتی ہیں۔

شمیم بی بی نے بتایا کہ وہ دستانے سینے کا کام کرتی ہے۔ 24 دستانے سینے کے 12 روپے ملتے ہیں۔ ان دستانوں کو جوڑے بنا کر سیدھے اور الٹے ہاتھ کے اکٹھے کر کے سی کر سیدھے کر کے فالتو دھاگے کاٹ کر باندھا جاتا ہے پھر جا کر 50 پیسے ایک جوڑے کے ملتے ہیں۔

قالین باف خواتین نے بتایا کہ ڈیزائن جسے چڑی گولہ کہتے ہیں ایک کاغذ بنانے کے 32 روپے ملتے ہیں۔ 32 روپے بھی اب ہوئے ہیں۔ جب ہم نے ٹھیکیدار سے کہا کہ ہم تمہارے خلاف جلوس نکالیں گے نہیں تو اجرت بڑھاؤ۔ تب اس نے 2 روپے فی کاغذ بڑھا دیئے۔ ایک دن میں بمشکل ایک کاغذ لگاتی ہیں کیونکہ گھر کے کام کاج بھی کرنے ہوتے ہیں۔ اس کام میں سانس کی بیماری، ہاتھ کٹنے کا خطرہ، کھانسی، ٹی بی جیسے امراض کا لاحق ہونا یقینی ہے۔ سردیوں میں دھاگہ نہیں چلتا۔ اس مہنگائی کے دور میں ایک کمانے والے کی آمدن سے گزر اوقات نہیں ہوتا ویسے بھی جب تک عورت خود معاشی طور پر مستحکم نہیں ہوگی اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔ لیکن ہم مجبور ہیں کہ ہمیں اجرت نہایت کم دی جاتی ہے۔ علاج معالجے کی کوئی سہولت نہیں ہے۔

ایک خاتون جو دھوبن کا کام کرتی تھی نے بتایا کہ میاں کی دوکان ہے۔ دوکان پر گاہک کپڑے دے جاتے ہیں جو میاں گھر لے کر آتے ہیں۔ میں انہیں دھوتی ہوں، واشنگ مشین میں پھر بڑا بیٹا دوکان پر استری کرتا ہے۔ کاٹن کا سوٹ جسے دھو کر کلف لگائی جاتی ہے۔ اس کے 30 روپے فی سوٹ اجرت ملتی ہے۔ حساب لگایا جائے تو کچھ بھی بچت نہیں ہوتی۔ لیکن دال روٹی شام کو بنا کر پیٹ پال لیتے ہیں۔ میاں بیمار ہیں وہ اب کام نہیں کر پاتے تو بیٹا ان کی جگہ پر یہ کام کر رہا ہے۔ کسی بچے کو تعلیم نہیں دلوا سکے۔ شعور تو ہے کہ تعلیم بہت ضروری ہے لیکن اخراجات برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے تعلیم نہیں دلوائی۔

☆☆☆

کراچی

عورتوں کے خلاف تمام امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے

خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ریلی، سیمینار اور ثقافتی پروگرام میں مطالبات

رپورٹ: زہرا خان

خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے کراچی کی تیس سماجی تنظیموں نے مشترکہ طور پر فیصلہ کیا کہ وہ خواتین کی سو سالہ جدوجہد کو مل کر منائیں گی۔ اس خصوصی دن تمام تنظیموں کی جانب سے ریلی، سیمینار اور ثقافتی پروگرام ترتیب دیے گئے جو کہ اقوام متحدہ کے دیے گئے تھیم کی مناسبت سے رکھے گئے تھے۔ ان پروگرامز میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی ہزاروں محنت کش خواتین شریک تھیں اپنے جائز حقوق کے لئے نعرے بلند کر رہی تھیں جس میں "عورتوں کو برابر کا شہری تسلیم کرو،" "آدھی گواہی نامنظور" "خواتین کے خلاف تمام امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے" "مذہبی دہشت گردی نامنظور" "گھر مزدور کو ورکر تسلیم کیا جائے اور سوشل سیکورٹی فراہم کی جائے" جیسے نعرے شامل تھے۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مہناز رحمان عورت فاؤنڈیشن نے کہا کہ ہم مذہبی دہشت گردی اور انتہا پسندی کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے اسکولوں کو تباہ کرنا بند کیا جائے۔ ملک میں ابھی تک حدود قوانین موجود ہیں اور عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ تاہم ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی آدھی سے زیادہ آبادی پسماندہ ہے۔

نرس، ثریا نثار نے کہا کہ نرسوں کے ساتھ اچھا رویہ نہیں برتا جاتا، انہیں ہراساں کیا جاتا ہے، ہمارے ملک میں قانون تو موجود ہیں مگر ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ نرسوں کو کم معاوضہ دیا جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ یہاں ایک ہزار مریضوں پر ایک نرس ہوتی ہے۔ اپیل ہے کہ نرسوں کو ہراساں کرنا بند کیا جائے۔ ان کی اجرتوں میں اضافہ اور اوقات کار میں کمی کی جائے۔

زہرا خان، لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے کہا کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ عورتوں کی سو سالہ جدوجہد کو کراچی کی تمام تنظیمیں مل کر منا رہی ہیں۔ خواتین کی جدوجہد کا آغاز کئی صدیوں پہلے ہو چکا تھا جنہوں نے اپنے جائز حقوق کے لئے آواز بلند کی جس کے نتیجے میں روس میں زار شاہی کا خاتمہ ہوا، مزدوروں کا راج قائم ہوا، خواتین کو ان کے جائز حقوق ملے اور معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوا۔ مگر آج بھی خواتین تعداد میں نصف سے زیادہ ہونے کے باوجود استحصال کا شکار ہیں، خاص طور پر غیر رسمی شعبوں میں سب سے زیادہ خواتین مزدور منسلک ہیں جنہیں ملکی قوانین میں مزدور ہی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ گھر مزدوروں کے لئے قومی پالیسی بنائی گئی ہے جسے جلد منظور کروالیا جائے گا۔ اس کے علاوہ گھر مزدور خواتین نے اپنے حقوق کے لئے خود کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے جو کہ انکی یونین اور فیڈریشن کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

شکیلہ اصغر ایک فیکٹری ورکر نے کہا کہ ٹیکسٹائل کے شعبے میں خواتین نہایت برے حالات میں کام کر رہی ہیں۔ زیادہ تر خواتین محنت کشوں کے پاس تعیناتی لیٹر نہیں ہیں جس کی بناء پر وہ اپنے جائز مطالبات سرمایہ دار سے نہیں لے سکتیں۔ انہیں مناسب اجرت دی جائے اور انہیں شناخت لیٹر بھی دیا جائے۔

حمیدہ سکندر نے خواتین پر تشدد کے آغاز کا سلسلہ بتاتے ہوئے کہا کہ بچیوں کے ساتھ بچپن سے ہی تفریق شروع کر دی جاتی ہے جیسے کہ کپڑوں، کھلونوں اور کھانے پینے میں، انہیں لڑکوں سے کم اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے احساس کمتری کا شکار رہتی ہیں۔

☆☆☆

سائزنگ و پاورلوم انڈسٹری ایک بار پھر بحران سے دوچار

گھروں کے چولہے بجھ گئے ہیں مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی

رپورٹ: نمائندہ لیبر ایجوکیشن

فیصل آباد پاکستان کا سب سے بڑا صنعتی شہر ہے۔ دیگر انڈسٹری کے ساتھ ساتھ پاورلوم انڈسٹری بھی ایک بڑی صنعت ہے جس کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں محنت کش وابستہ ہیں مگر یہ صنعت مسلسل حکومتی عدم توجہی کا شکار ہے۔ پچھلے دو سالوں سے بجلی کی لوڈشیڈنگ اور دھاگہ بحران نے جہاں اس انڈسٹری کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔ وہاں مزدور بھی بڑی تعداد میں متاثر ہوئے۔ بے روزگاری، فاقہ کشی اور خودکشیوں میں اضافہ ہوا مگر حکومت نے کبھی بھی سنجیدگی سے نوٹس لیتے ہوئے اس صنعت کی بہتری اور مزدوری کو بے روزگار ہونے سے بچانے کیلئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے جس کی وجہ سے مزدوروں اور انڈسٹری مالکان میں مسلسل بے چینی کی فضا پائی جا رہی ہے۔

حکومت کی مزدور دشمن، صنعت دشمن اور عوام دشمن پالیسیوں کی وجہ سے محنت کش طبقہ انتہائی پریشان ہے۔ بڑے بڑے بحرانوں لوڈشیڈنگ بجلی گیس اور دھاگہ بحران سے ابھی انڈسٹری نکلی نہیں تھی کہ اوپر سے حکومت نے انڈسٹری مالکان کو اعتماد میں لئے بغیر 17 فیصد اضافی جی ایس ٹی لگا کر مزید بداعتمادی کی فضاء پیدا کردی ہے۔ حکومت مثالیں ترقی یافتہ ممالک کی پیش کرتے ہوئے کہہ رہی ہے کہ ٹیکس کے بغیر ملک نہیں چل سکتا۔ دیگر 144 ممالک میں اس ٹیکس کا نفاذ ہے لہٰذا پاکستان میں بھی جی ایس ٹی لگانا ضروری ہے۔ جب سائزنگ انڈسٹری اور پاورلوم انڈسٹری مالکان کا کہنا ہے کہ ہم ٹیکس دینے کیلئے تیار ہیں مگر یک لخت اتنا زیادہ اور بغیر اعتماد میں لئے لگایا جانے والا ٹیکس ہم ادا نہیں کریں گے اگر حکومت سختی کرے گی تو ہم فیکٹریاں بند کردیں گے۔ سائزنگ مالکان نے جی ایس ٹی کی مخالفت کرتے ہوئے گذشتہ ایک ہفتہ سے تمام سائزنگ انڈسٹری بند کردی ہے ان کی طرف دیکھ کر گزشتہ دو روز سے پاورلوم انڈسٹری مالکان نے بھی اپنی فیکٹریاں بند کردی ہیں۔ جس کے نتیجے میں سائزنگ اور پاورلوم انڈسٹری سے وابستہ لاکھوں مزدور بے روزگاری کا شکار ہو چکے ہیں۔ چوک گھنٹہ گھر احتجاجی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس ظالمانہ ٹیکس کو فی الفور ختم کیا جائے وگرنہ ہمارا احتجاج جاری رہے گا۔

فیکٹری مالکان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دیگر ممالک میں جہاں اس طرح کے ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں وہاں دیگر ٹیکسز سے انڈسٹری کو جی ایس ٹی جیسے ٹیکسوں سے مبرا قرار دیا جاتا ہے کیونکہ مالکان سوشل سیکورٹی اور ای او بی آئی کی سہولت حکومت اپنی طرف سے ہر شہری کو مہیا کرتی ہے اور اس میں فیکٹری مالکان سے کسی قسم کا کوئی کنٹری بیوشن وصول نہیں کیا جاتا۔ اب معلوم نہیں حکومت ان سے ٹیکس لینے میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے مگر اس صورت حال سے بے روزگاری کا ایک طوفان برپا ہوگیا ہے۔ مزدوروں کے گھروں کے چولہے بجھنے شروع ہوگئے ہیں گھروں سے بیوی بچوں کے رونے چیخنے کی آوازیں آنے لگی ہیں اگر یہ صورتحال طول پکڑ گئی تو پھر مزدور بھی سڑکوں پر نکلنے کیلئے مجبور ہوں گے مزید انارکی پھیلے گی اور امن و امان کی صورتحال بھی خراب ہوگی۔ اتنی بڑی تعداد میں انڈسٹری بند ہو گئی اور مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں مگر حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔

آنے والے وقتوں میں حالات مزید خرابی کی طرف جاتے نظر آرہے ہیں۔ لیبر قومی موومنٹ نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر پاور لوم اور سائزنگ مالکان سے مذاکرات کرتے ہوئے ان کے خدشات دور کرے تاکہ انڈسٹری چلے، مزدوروں کو روزگار مل سکے اور ملکی معیشت کا پہیہ بھی چلتا رہے۔

لیبر قومی موومنٹ کا کام چونکہ سیکٹر وائز تقسیم ہے لیبر قومی موومنٹ نے اس صورتحال سے نمٹنے کیلئے سیکٹر وائز جلسے منعقد کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی فوری اقدامات نہ اٹھائے گئے تو پھر لیبر قومی موومنٹ سابقہ روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرپور تیاری سے سڑکوں پر نکلے گی اور حکومت کو مجبور کریں گے کہ صنعت دشمن اور مزدور دشمن پالیسیاں ترک کرے۔

☆☆☆

(بقیہ: انٹرویو مطیع شاہ)

انتظامیہ اور سرمایہ دار مزدوروں کو ان کے حقوق نہیں دیتا تو مزدور اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتا ہے۔ جب مزدور لسانی، مذہبی، علاقائی، فرقہ پرستی کے حوالے سے آزاد ہو جاتا ہے تو وہ یکجا ہو کر اتحاد کے ساتھ اپنی جدوجہد سے حق چھین لیتا ہے یہی کچھ KESC کے مزدوروں نے کیا۔ اپنا مطالبات منوا سکتے ہیں۔

لیبر ایجوکیشن: آپ محنت کشوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

☆ محنت کش آپس میں بھائی چارہ، محبت، اور اتفاق کے ساتھ رہیں۔ لسانی، مذہبی، علاقائی تفرقہ سے بالاتر ہو کر اپنے حقوق کی پاسداری کو مدنظر رکھتے ہوئے جدوجہد کریں تب وہ ہر پلیٹ فارم پر کامیاب ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

عورت کو دنیا بھر میں ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

7 مارچ 2011ء کو یوحنا آباد فیروز پور روڈ G بلاک فرینڈز پبلک ہائی سکول میں لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام عورتوں کا عالمی دن منایا گیا جس میں تقریباً 100 سے زائد عورتوں نے شرکت کی۔ عورتوں کے عالمی دن کے موقع پر اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی کہ عورت کو گھر میں اور گھر سے باہر تمام سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہیے اور ملک میں رونما ہونے والی تمام تبدیلیوں اور قوانین کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔ 509 کے قانون کے بارے میں بھی عورتوں کو آگاہی دی گئی اور دن کو منانے اور اس کی افادیت کے بارے میں بات چیت کی گئی۔

☆☆☆

سوئی گیس کی فراہمی اور علاقے میں سیوریج کے مسئلے پر کمیونٹی کے عوام کی جدوجہد

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

20 مارچ اتوار کو سوئی گیس کی فراہمی اور علاقے میں سیوریج کے مسئلے پر رچنا ٹاؤن میں لیبر کمیونٹی آرگنائزیشن کی میٹنگ ہوئی جس میں 20 عورتوں اور 5 مردوں نے شرکت کی۔ عورتوں نے بتایا کہ ان کے موجودہ ایم این اے رانا تنویر حسین (ن لیگ) نے سال 2010ء میں ہمارے ساتھ چار ماہ کے اندر گیس کی فراہمی کا وعدہ کیا تھا لیکن پورا ایک سال گزرنے کے باوجود ہمارا یہ مطالبہ پورا نہیں ہوا جبکہ یہاں متعلقہ محکمہ کی طرف سے سروے بھی ہو چکا ہے اور کام کے حوالے سے متعلقہ معاملات بھی طے ہو چکے ہیں۔ یہاں پانچ سو گھر آباد ہیں۔ اس کے چاروں طرف لوگوں کو سوئی گیس کی سہولت میسر ہے جبکہ ہمیں نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس سہولت سے محروم رکھا ہوا ہے۔ اس میٹنگ میں سوئی گیس کے حصول کیلئے نئے سرے سے جدوجہد کرنے کا طریقہ طے کیا گیا ہے جس کے لیے اگلی میٹنگ میں باقاعدہ کمیٹی بنائی جائے گی اور ایک بڑی میٹنگ کی جائے گی جس میں مرد اور عورت دونوں شمولیت اختیار کریں گے۔ اس میٹنگ میں خرم ایڈووکیٹ وسیکرٹری ایم این اے رانا تنویر کو بلا کر مسئلے کے بارے میں تفصیلاً بتایا گیا اس کیساتھ ساتھ طے کیا گیا کہ یہ اپنا ماہانہ فنڈ جمع کریں گے۔ ہر اتوار مرید کے رانا تنویر کے ڈیرے پر ایک وفد کی شکل بنا کر جایا کریں گے تا کہ اپنے علاقے میں سوئی گیس کی سہولت حاصل کر سکیں۔ اس کیساتھ ساتھ اس علاقہ میں سیوریج کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ گلیوں میں گندا پانی کھڑا ہے اور گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ ابھی چونکہ گلیاں بہت گہری ہیں اور نہ ہی یہاں سیوریج کو جوڑنے کے لیے آگے کوئی انتظام ہے۔ اس میٹنگ میں لوگوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت مل کر کچھ کام کر سکتے ہیں اگر کوئی تنظیم ہمارے ساتھ مددگار ہو۔ لیبر کمیونٹی آرگنائزیشن کی طرف سے اس میٹنگ میں نازلی جاوید، پروین اختر اور وقاص احمد نے شرکت کی اور سوئی گیس کے مسئلے کیساتھ ساتھ سیوریج کے حوالہ سے بھی اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے کے لیے طریقہ کار کی وضاحت کی۔

☆☆☆

عورتوں کا جنسی ہراساں کیا جانا کے بارے منظور شدہ قانون 509 موثر ہے

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

18 مارچ 2011ء کو المشرق پبلک ہائی سکول میں سٹڈی سرکل کا انتظام کیا گیا جس میں 35 عورتوں نے شرکت کی۔ اس سٹڈی سرکل میں خواتین کیساتھ ساتھ نوجوان لڑکیاں اور لڑکے بھی شامل تھے۔ اس سٹڈی میں موضوع بحث آشا الائنس کے تحت منظور ہونے والے دو قوانین 509 اور عورتوں کا جنسی طور پر ہراساں کیا جانا تھا۔ نازلی جاوید نے اس قانون کو تفصیلی طور پر بیان کیا۔ مگر اس قانون کے ایک حصے پر بات چیت کی گئی۔ اس قانون کے دو حصے ہیں۔

پبلک مقام پر ہراساں اور کام کی جگہ پر ہراساں کیا جانا۔ پبلک مقام پر ہراساں کے قانون میں گھریلو خواتین جن پر تشدد کیا جاتا ہو وہ اس قانون سے مدد لے سکتی ہیں اور اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہیں۔ اس سٹڈی سرکل کے بعد خواتین نے تمام معلومات کو بہت پسند کیا۔ اس کے دوسرے حصے کے بارے میں جاننے کیلئے درخواست کی۔

☆☆☆

کالونی کے مالکانہ حقوق کے لئے عورتوں کی شمولیت ضروری ہے

لاھور کے علاقے شیربنگال کالونی میں عورتوں کے عالمی دن کے حوالے سے سیمینار کا انعقاد

نمائندہ لیبر ایجوکیشن

شیر بنگال لیبر کالونی میں لیبر کمیونٹی آرگنائزیشن کی طرف سے عورتوں کے عالمی دن کے حوالہ سے بدھ 9 مارچ کو ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں جلوت علی، نازی جاوید، کاشف اسلم، ڈاکٹر سلامت گل، اقصیٰ جان اور پروین اختر سوشل موبلائزر نے شرکت کی۔ کالونی میں یہاں کی کمیٹی کے افراد وقاص احمد، عمر چٹھہ، زینب محسن نے اس سیمینار کے انتظامات کے فرائض سرانجام دیے۔ اس میں جلوت علی نے 8 مارچ کی اہمیت کے حوالہ سے بات کی۔ نازی جاوید نے 2010ء میں بننے والے قانون جنسی ہراساں کرنے کے حوالے سے معلومات فراہم کیں۔ سیمینار میں 75 سے زائد ہوم بیسڈ ویمن ورکرز اور محنت کش خواتین نے شرکت کی۔ کمیٹی کی ممبر زینب نے کالونی کی عورتوں کے مسائل کے بارے میں بتایا ملک محبوب اعوان نے بھی عورتوں کے مسائل کے حل میں مددگار رہنے کا اعلان کیا جس کیساتھ انہوں نے کالونی کے مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے لیے عورتوں کو بھی منظم ہو کر چلنے کا کہا۔ اس پروگرام کی سٹیج سیکرٹری کے فرائض اقصیٰ جان نے انجام دیے۔

پاکستان کی پہلی گھر مزدور عورتوں کی فیڈریشن 'ہوم بیسڈ وومن ورکرز فیڈریشن' (رجسٹرڈ) کا

"پہلا سالانہ کنونشن"

اس پروگرام میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی ہوم بیسڈ محنت کش عورتوں کے علاوہ جنوبی ایشیا سے آئی ہوئی ہوم بیسڈ عورتیں اوران کی نمائندہ تنظیمیں بھی شرکت کریں گی۔

پیر 11 اپریل 2011ء

بمقام: کراچی آرٹ کونسل میں منعقد کیا جارہا ہے

آپ تمام کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت ھے

لیبر ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا مقصد پاکستان کے محنت کش طبقہ کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے معاشی، سماجی وسیاسی حقوق کا تحفظ کرسکے۔ "لیبر ایجوکیشن" تنظیم کا ماہانہ نیوز لیٹر ہے۔